# الٰہی سلسلوں کا ہر فرد عبدِ مسلم اور عبدِ محسن ہوتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍جنوری ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے اس آیت کی تلاوت کی:-

بَلٰیۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ (البقرۃ:۱۱۳)

حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمتیں تو اس کی ساری ہی مخلوق پر نازل ہوتی ہیں لیکن جب یہ رحمتیں اور برکتیں رب اور رحمان کی صفت کے جلوؤں کے ماتحت نازل ہوتی ہیں تو انسان کے علاوہ جن پر وہ نازل ہوتی ہیں اُن پر یہ ذمہ داری نہیں ہوتی کہ وہ اپنے اختیار اور مرضی سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کی طرف اور بھی زیادہ جھکیں وہ تو مجبور ہیں لیکن انسان جب اللہ تعالیٰ کی رحیمیّت کے جلوے دیکھتا ہے اور اسے اپنی حقیر اور بے مایہ کوششوں کے ثمرات ملتے ہیں تو اس وقت اس کے لئے رحیمیت کے دامن کو پکڑنا اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے لیکن ان انسانوں میں سے بھی جو خدا کے لئے اپنی زندگی کے دن گذارنے والے ہوتے ہیں ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں تکبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ شاید رحیمیت کے دستِ قدرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے یہ کامیابیاں عطا نہیں کیں بلکہ میں نے جو حاصل کیا ہے وہ اپنی تدبیر اور اپنی عقل اور اپنے

ذرائع اور اپنی کوشش اور اپنی طاقت سے حاصل کیا ہے۔(اللہ تعالیٰ ایسے خیال سے محفوظ رکھے ) مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کے سچے عاشق ہوتے ہیں اُن پر جب رحیمیت کے جلوے ظاہر ہوتے ہیں اور اس دُنیا کی نعمتیں اور عزتیں بھی انہیں دی جاتی ہیں تو اُن کے دلوں میں اور ان کی روح کے گوشے گوشے میں بے مائیگی اور نیستی کا احساس اور بھی شدت اختیار کر جاتا ہے۔ یہ احساسِ بے مائیگی اور نیستی ایک مومن کی جان اور اللہ کے عاشق کی روح ہے۔ یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اس کے فضلوں اور رحمتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔

ہمارا رب صمد اور غنی ہے۔ اُسے کسی شخص کی اور کسی شئے کی احتیاج نہیں لیکن ہم ہر آن اور ہر لحظہ اس کے محتاج ہیں۔ کوئی چیز بھی تو اس دُنیا میں ایسی نہیں جو اس کے فضل کے بغیر حاصل کی جا سکتی ہو جب تک آسمانوں سے اس کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک نہ کوئی عزت مل سکتی ہے، نہ کوئی رتبہ پایا جا سکتا ہے، نہ مال ملتا ہے، نہ خوشی اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ یہ حقیقی عزتیں اور وہ اموال جو بھلائی اور خیر کا موجب بنتے ہیں اور وہ جتھہ اور خاندان جس سے انسان حقیقی مسرتیں حاصل کرتا ہے۔ یہ حقیقی عزتیں اور مسرتیں اسی کو ملتی ہیں جو خود کو بے مایہ اور نیست سمجھے اور ہر چیز کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا احساس پیدا کرے اور ہر نعمت میں اس کے پیار کا جلوہ اسے نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ برس اندرون پاکستان بھی اور بیرونی ممالک میں بھی جماعت احمدیہ پر بڑے ہی فضل نازل کئے۔ اُس نے بشارتیں بھی دیں اور بشارتوں کو پورا بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ کی اتنی رحمتیں جماعت احمدیہ اور اس کے افراد پر نازل ہوتی ہیں کہ اُن کا گننا ممکن ہی نہیں وہ تو شمار میں آ ہی نہیں سکتیں۔

جب میں ان فضلوں کو دیکھتا ہوں تو میرے دل میں یہ خوف بھی پیدا ہوتا ہے کہ کہیں جماعت کا کوئی حصہ کبر وغرور کی بیماری میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب کا وارث نہ بن جائے اس لئے میں آج بڑوں اور چھوٹوں، مردوں اور عورتوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل تم پر اسی وقت تک نازل ہوتے رہیں گے جب تک کہ تم اپنے دلوں میں بے مائیگی اور

نیستی کا احساس پوری شدت کے ساتھ قائم رکھو گے۔

الٰہی سلسلوں کے دو امتیازی نشان ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ الٰہی سلسلوں میں داخل ہونے والا اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کا فرد عبدِ مسلم ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ عبدِ محسن ہوتا ہے۔

میں نے جو آیت ابھی تلاوت کی ہے اس میں ان دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اسلام نام ہے اس بات کا کہ انسان کا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اور اس پر ایک موت وارد ہو جائے۔ انسان اپنی تمام خواہشات کے ساتھ اور اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اپنے رب کے پاؤں پر گر جائے اور اس سے یہ کہے کہ اے میرے پیدا کرنے والے محبوب! جو کچھ مجھے ملا وہ تیرے فضل سے ملا۔ جو کچھ مجھے مل رہا ہے وہ تیرے فضل سے مل رہا ہے اور جو کچھ مجھے ملے گا وہ بھی تیرے فضل سے ہی ملے گا کیونکہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ میری آنکھ صرف اس وقت دیکھ سکتی ہے جب تیرا فضل اسے کہے کہ وہ دیکھے۔ میری زبان صرف اس وقت بول یا چکھ سکتی ہے، جب زبان پر تیرا حکم نازل ہو کہ وہ بولے اور لذت اور سرور حاصل کرے۔ اسی طرح میرے کانوں کی شنوائی بھی تیری رحمت کی محتاج اور میرے حواس کی حِس بھی تیرے فضل کے بغیر زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی۔ اے خُدا! تو نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ تو قادر و توانا ہے اور بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ہماری امیدوں سے بھی زیادہ، ہماری توقعات سے بھی زیادہ، ہمارے تخیل اور تصور سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔ ہمیں جو کچھ بھی مل سکتا ہے، وہ تیری رحمت کے طفیل ہی مل سکتا ہے۔ ہم تیرے حضور جھکتے اور تیری رضا کی خاطر اور تیرے وصال کے لئے تیری محبت پانے کے لئے ہم اپنے اوپر ایک موت وارد کرتے ہیں۔ اے زندہ اور زندگی بخش! تو ہماری اس موت کو اپنی راہ میں قبول کر اور ہمیں وہ زندگی دے جس پر فرشتے بھی رشک کریں۔

ہر احمدی جب تک عبدِ مسلم نہیں بنتا، اس معنی میں کہ ہر وقت اور ہر آن اُسے یہ احساس رہے کہ اس نے جو کچھ بھی پایا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پایا اور ہم جو کچھ بھی پائیں گے وہ اسی کے فضل سے پائیں گے ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہمارے پاس تو نہ عزت ہے، نہ دولت ہے اور نہ اقتدار ہے لیکن عزتیں اللہ تعالیٰ بانٹتا ہے اور اموال بھی وہی تقسیم کرتا ہے پھر اموال جب

وصول ہو جاتے ہیں تو ان کے اچھے نتائج بھی وہی نکالتا ہے جس سے ایک خوشی اور بشاشت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

پس تم ہمیشہ عبدِ مسلم بنے رہو کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنے مقصود کو پا نہیں سکتے۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ جو ہم سے چاہتا ہے، وہ ہم اسے دے نہیں سکتے۔ اس کے بغیر وہ موت ہمیں مل نہیں سکتی جس کے بعد ایک ابدی اور خوشحال زندگی آسمانوں سے عطا کی جاتی ہے۔

دوسرا امتیازی نشان الٰہی جماعتوں اور ان جماعتوں کے افراد میں یہ نظر آتا ہے کہ وہ عبدِ محسن ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں تمام شرائط کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو بجا لانے والا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر احسان کرنے والا ہوتا ہے۔

احسان کے لفظ کو جب دوسروں پر احسان کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو حقوق دیئے تھے، وہ اپنے یہ حقوق بھی اپنے بھائیوں کو دے دیتا ہے اور اسی طرح اپنے حق سے کم لینے پر اس لئے تیار رہتا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا مل جائے اور پھر احسان کے یہ معنے بھی ہوتے ہیں کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے ہر فرد واحد کے جو حقوق قائم کئے ہیں، انسان ان حقوق سے زیادہ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ ایسا شخص محسن ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے کہ محسنوں سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ یہ وہ محسن ہوتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

پس جب ہم عبدِ مسلم بننے کے بعد عبدِ محسن بھی بن جائیں (یا مجھے شاید یوں کہنا چاہئے کہ) عبدِ مسلم بنے بغیر کوئی شخص حقیقی معنے میں محسن نہیں بن سکتا، اس لئے عبدِ مسلم بھی بنے اور عبدِ محسن بھی بنے اور خدا تعالیٰ کے بندوں سے پیار کرنے لگے اور ان کے لئے اپنے حقوق کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور اُن کے اللہ تعالیٰ نے جو حقوق قائم کئے ہیں اُن سے زائد دینے کے لئے تیار ہو جائے تو یہ وہ محسن ہوتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (العنکبوت: ۷۰)

غرض جسے اللہ تعالیٰ کی معیّت حاصل ہو جائے اُسے کسی غیر کی احتیاج کہاں باقی رہتی ہے مگر جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہ ہو، وہ ساری دُنیا پر غرور کر کے بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

پس اے میرے بھائیو اور بہنو! اپنے ان دو امتیازی نشانوں کو قائم رکھو ہمیشہ عبد مسلم بنے رہو۔ ہمیشہ اپنے دل اور اپنی روح میں اللہ تعالیٰ کی احتیاج کا احساس زندہ رکھو۔ اُسے غنی اور صمد سمجھو اور خود کو بے مایہ اور نیست جانو۔ خدا کے بندوں پر احسان کرو۔ اگر کبھی تمہارا حق مارا بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس حق کو برضا و رغبت چھوڑ دو۔ اگر کبھی تمہیں دوسرے کی خوشی کے لئے اپنے حقوق چھوڑنے پڑیں تو اسی میں اپنی خوشی اور اسی میں اپنی زندگی سمجھو اور جو حقوق اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے قائم کئے ہیں اُن سے زائد دو اُن سے کم نہ دو کیونکہ اس کے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کئے بغیر یہ زندگی اس قابل نہیں کہ آدمی اس سے چمٹا رہے۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک عبد مسلم اور عبد محسن بنا رہے اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اُوپر ایک نیستی اور موت وارد کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک نئی زندگی حاصل کرنے والا ہو۔ وہ نئی زندگی، جسے اللہ تعالیٰ دیکھے اور خوش ہو اور جس کے نتیجہ میں اس کا وصال اور اس کی رضا ہمیں حاصل ہو۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۶؍نومبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۳، ۴)